THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Friday, January 20, 2012
(77th Session)
Volume X, No. 04
(Nos. 01-04)

CONTENTS

Pages

1. Recitation from the Holy Quran…………………………. 1
2. Questions and Answers…………………………………..
3. Leave of Absence…………………………………………
4. Point of Order: Presence of Norway's intelligence operators in Pakistan……………………………………...
5. Presentation of Reports of Standing Committees……..…
6. Legislative Business………………………………………

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume-X No. 04

SP.X(04)/2012 130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, January 20, 2012

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٦﴾ وَيْلٌ لِّكُلِّ
اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿٧﴾ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ
اَلِيْمٍ ﴿٨﴾ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئًا ۟ اتَّخَذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿٩﴾ مِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ
جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَاۗءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ
عَظِيْمٌ ﴿١٠﴾ هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ﴿١١﴾

ترجمہ:- یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جو ہم تم کو سچائی کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں۔ تو یہ اللہ اور اس کی آیتوں کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے۔ ہر جھوٹے گناہگار پر افسوس ہے۔(کہ) اللہ کی آیتیں اس کر پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کو سن تو لیتا ہے(مگر) پھر غرور سے ضد کرتا ہے کہ گویا ان کو سنا ہی نہیں۔ سو ایسے شخص کو دکھ دینے والے عذاب کی خوشخبری سنا دو۔ اور جب ہماری کچھ آیتیں اسے معلوم ہوتی ہیں تو ان کی ہنسی اڑاتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔ ان کے سامنے دوزخ ہے۔ اور جو کام وہ کرتے رہے کچھ بھی ان کے کام نہ آئیں گے

اور نہ وہی(کام آئیں گے) جن کو انہوں نے اللہ کے سوا معبود بنا رکھا تھا۔ اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔ یہ ہدایت (کی کتاب) ہے۔ اور جو لوگ اپنے پروردگار کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں ان کو سخت قسم کا درد دینے والا عذاب ہو گا۔

(سورۃ الجاثیۃ آیات6 تا11)

Questions and Answers

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ We may now take up questions.

بخاری صاحب! Minister for Interior کدھر ہیں؟

سینیٹر سید نیر حسین بخاری (قائد حزب ایوان): جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ میرے آفس نے convey کیا ہوا ہے and we told them کے ساڑھے دس سیشن شروع ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: بالکل he should be here. Where is he now?

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, I don't know, I have got no information about that but my office conveyed to him.

Mr. Chairman: I think you should tell the Prime Minister.

Senator Syed Nayyer Hussasin Bokhari: I realize it sir.

جناب چیئرمین: Enough is enough, ہر sitting میں یہی کہا جاتا ہے کہ منسٹر صاحب کدھر ہیں۔ کم از کم جن کے questions ہیں وہ Ministers تو آئیں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, I agree with you.

جناب چیئرمین: چلیں باقی Ministers کی ضرورت نہیں ہے لیکن جن کے questions ہیں they should be present here. How we can run the House?

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! آپ کی observation بالکل ٹھیک ہے، I have conveyed them.

جناب چیئرمین: ایک دن کے سیشن پر لاکھوں روپیہ خرچ ہوتا ہے۔

Senator Mian Raza Rabbani: The Ministers are not present during Question Hour. Sir, you should send the message loud and clear. You have shown tremendous patience, the House has shown tremendous patience, the honourable Leader of the House has spoken to the Prime Minister but they still don't respond.

زیادہ نہ کریں، صرف دو sittings کے لیے کردیں۔ it will be just sending the message across.

Mr. Chairman: I am going to wait for 15 minutes then I am going to pass some ruling.

Minister for Defence آپ کے سوالات لے لیتے ہیں۔ سوال نمبر 56, ڈاکٹر اسمعیل بلیدی صاحب موجود ہیں۔

Q. No. 56.

Mr. Chairman: Dr. Abadul Malik, on his behaf. Any supplementary? Yes, Dr. sahib.

Senator Dr. Abdul Malik: Sir, there is no supplementary question but I have one request with the honourable Minister that we repeatedly said

کہ ہماری مکران کوسٹ سے کوئٹہ کی flight دو ہفتے میں ایک مرتبہ ہوتی ہے، ہم نے پہلے بھی آپ سے گزارش کی ہے کہ ہمارے پاس کوئی اور ذریعہ نہیں ہے، Quetta to Turbat ایک ہزار کلومیٹر ہے، ہمیں 28 گھنٹے لگتے ہیں۔ ان flights کو بڑھائیں تو آپ کی مہربانی ہو گی۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

چوہدری احمد مختار (وفاقی وزیر دفاع): شکریہ جناب۔ یہ بات درست ہے کہ certain sectors پر PIA operate نہیں کرتی اور لوگوں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے لیکن ہماری مشکل یہ ہے کہ ہمارے پاس جہاز نہیں ہیں، ابھی ہم نے arrange کیا ہے کہ جہاز lease کریں۔ انشاء اللہ 26 یا 27 کو bids کھلنی ہیں and it will take another month پھر اس process پر آجائیں گے۔ Leased جہاز کی availability فوری ہو گی and they will come under us in the PIA and I am sure that we will be able to fill in gaps where people are facing problems.

Mr. Chairman: Any other supplementary? Yes, Dr. Khalid Soomro sahib.

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: شکریہ جناب۔ یہ سوال کیا گیا ہے کہ ان ہوائی اڈوں کی تعداد کیا ہے جنہیں بند کر دیا گیا ہے۔ اس کی وجوہات کیا ہیں؟ میں نے یہ پوچھنا ہے کہ سندھ میں جیکب آباد، سیہون شریف اور میرپور خاص کے airports کیوں بند ہیں؟ میں دوسری گزارش بھی منسٹر صاحب کی خدمت میں کر رہا ہوں کہ اندرون سندھ ہمارا بڑا ائرپورٹ سکھر ہے، جہاں سے ہمیں اسلام آباد کی فلائٹ ملتی ہے اگر یہ روزانہ کر دی جائے تو آپ کی بڑی مہربانی ہو گی کیونکہ ہمارے پاس کوئی اور راستہ نہیں اور اس پر load بھی کافی ہے۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

Ch. Ahmed Mukhtar: The honourable member has rightly pointed out کہ certain sectors میں جہاں ہونی چاہئیں، نہیں ہیں، yesterday we were discussing this issue of Sukkar اور ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ایک فلائٹ کو فوری طور پر سارے سسٹم میں induct کیا جائے۔ جیسے ہی جہاز آئیں گے تو Interior Sindh سے لوگوں کی فلائٹ کی demand کو دیکھتے ہوئے کہ کتنا load factor ہو گا، اس کو ضرور accommodate کریں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: جو تین airports بند ہیں؟

چوہدری احمد مختار: جو تین airports بند ہیں، یہ سات airports insufficient traffic کی وجہ سے بند ہیں، یہ وجہ ہے کہ وہ بند ہیں۔

جناب چیئرمین: جی مندوخیل صاحب۔ (آگے T02)

T02-20JAN2012...........FANI\ED(Mohsin Zaidi)..................10.40AM...............UR12

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! ہمیں معلوم ہے کہ جہازوں کی کمی ہے، اگر جہاز مل جائیں تو اس میں خصوصی طور پر ڈیرہ اسمٰعیل خان سے ژوب، ژوب سے کوئٹہ، ژوب سے ملتان پہلے یہ بالکل عام ٹریفک کا نظام تھا اور اس سے اس تمام ریجن کو بہت سہولیات ملتی ہیں لیکن ابھی اس کو ہفتے میں دو دن اور وہ دو دن بھی ایسے کہ یہاں سے جاتے ہوئے پشاور پھر ڈیرہ اسمٰعیل خان پھر بعد میں ملتان سے ہو کر جاتی ہے تو یہ ایک ناکام قسم کا روٹ ہے اس پر بھی توجہ دی جائے۔ اگر طیارے مل جائیں تو یہ اہتمام کیا جائے۔ مہربانی۔

جناب چیئرمین: جی۔

چوہدری احمد مختار: بالکل جناب! یہ طیارے جیسے ہی ملتے ہیں تو جس سیکٹر کا آپ نے ذکر کیا ہے اس کو priority پر رکھ کر کریں گے because it is a socio economic route اس میں پی آئی اے کو فائدہ نہیں ہوتا، اس میں نقصان ہی ہوتا ہے لیکن چونکہ لوگوں نے جانا ہے اور ان کی سہولت کے لیے پی آئی اے نقصان برداشت کرتی ہے دوسرے نقصانات کے ساتھ یہ نہیں کہ دوسرے routes profitable ہیں وہاں پر بھی نقصان ہو رہا ہے لیکن جن سیکٹر کا آپ نے ذکر کیا ہے، یہ ضرور کریں گے۔

جناب چیئرمین: ساجد صاحب آپ سوال پوچھ لیں۔

سینیٹر سید ساجد حسین زیدی: شکریہ جناب چیئرمین! میں نے بھی یہی عرض کرنا ہے کہ جو ڈاکٹر سومرو صاحب نے فرمایا کہ ہمیں اجلاس میں آنے کے لیے سکھر سے بڑی پریشانی ہوتی ہے۔ ہمیں سکھر سے کراچی جانا ہوتا ہے بعد میں یہاں آنا ہوتا ہے اور اخراجات بھی زیادہ ہوتے ہیں اور پریشانی بھی ہوتی ہے۔ میری بھی یہی استدعا ہے کہ سکھر سے روزانہ کی بنیاد پر flight ہو جائے تو بہت ہی بہتر ہوگا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی۔

چوہدری احمد مختار: اس کا میں نے پہلے بھی جواب دیا ہے کہ کوشش کر رہے ہیں کہ immediately flight connect کرے اور باقی جیسے ہی جہازوں کی availability ہوتی ہے تو پھر سارے system کو overhaul کرکے ہی چلیں گے تاکہ لوگوں کی جو

ہیں وہ پوری ہوسکیں۔ہماری اپنی بھی یہی خواہش ہے کہ ہم یہ کریں اور یہ جو چھوٹے ائیرپورٹ ہیں وہاں سے requirements مسافر اٹھائے جائیں تاکہ ہم main hub کو supply کرسکیں۔

Mr. Chairman: Thank you. Next question, Tahir Hussain Mushhadi *Sahib*.

اس کا جواب نہیں آیا. we will take it up on the next rota day.

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: سوال نمبر ۵۷۔جناب والا، یہ reply کیوں نہیں آتا اس کا تو پتا کریں۔

جناب چیئرمین: نہیں، آئے گا اگر next time نہیں آیا تو we will take strict action. We come back to question No.55 اسمٰعیل بلیدی صاحب کا سوال ہے ، ملک صاحب بھی آ چکے ہیں۔.anyone on his behalf جی چٹھہ صاحب سوال نمبر پڑھ لیں تاکہ ہم آگے چل سکیں۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: سوال نمبر ۵۵

Mr. Chairman: Any supplementary please?

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: جی کوئی نہیں۔

جناب چیئرمین: جی کوئی نہیں۔ جی آپ کا سوال ہے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا، جز(ب) میں جو بتایا ہے کہ نادرا میں جو لوگوں کو لگایا ہوا ہے اس میں کتنے لوگ regular ہیں اور کتنے دیگر ہیں اس کے بارے میں بتایا جائے۔ کیا آپ کی کوئی تجویز ہے کہ وہاں staff regularize کیا جائے گا۔ مہربانی۔

جناب چیئرمین: جی۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک (وفاقی وزیر برائے داخلہ امور): جناب چیئرمین! first of all my apology I am not well today میرا گلہ خراب ہے ، میں ڈاکٹر کے پاس گیا ہوا تھا اس لیے تھوڑی دیر ہو گئی ہے۔ جو اس وقت NADRA

employees کی situation ہے اس میں زیادہ تر وہ لوگ ہیں جو temporarily recruit ہوئے ہیں۔ جب ہم نے حکومت سنبھالی تھی اس وقت Adult population 51% تھی today it is above 95% تو اس پر obviously کام کرنے کی ضرورت تھی جو temporarily employees تھے ان کو لیا گیا اور اب جو latest instructions Chief Justice of Pakistan کی طرف سے آئی ہیں کہ جو voters list ہے اس کو by 29th February مکمل کیا جائے تو اس کے لیے پورے پاکستان میں ملازمین کی double shift شروع کی ہے اس میں بھی کچھ عارضی ملازمین لیے گئے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ پہلے جو دو تین سال سے چل رہے ہیں وہ ملازمین جو on contract ہیں ان کو حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ ان کو regularize کر دیا جائے تو اس کے لیے NADRA has been instructed to frame rules and regulations for those employees. اور وہ بہت جلد ہمارے پاس آجائیں گے اور یہ جو سوال ہے کہ اس میں مستقل کتنے ملازمین ہیں اور عارضی کتنے ہیں تو میری فاضل ممبر سے درخواست ہو گی کہ وہ ایک نیا سوال ڈال دیں تاکہ میں ان کو اگلے اجلاس میں پوری تفصیل بتا سکوں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی عباس خان صاحب۔

سینیٹر عباس خان: یہ جو بھرتی کیے گئے افراد کے بارے میں تفصیل دی گئی ہے اس میں ایک تو ہمارے فاٹا میں کوئی ان کا دفتر نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ چار ہزار دو سو چھتر آدمی بھرتی ہوئے ہیں ان میں فاٹا کا کوئی بھی بھرتی نہیں ہوا۔ آیا فاٹا میں، ہم کیا کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا کوٹا بھی ہے اس پر عمل کرنا چاہیے لیکن اس میں ایک بھی آدمی فاٹا کا نہیں ہے تو یہ کیا وجہ ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کا موقف آگیا ہے۔ جی ملک صاحب جواب دیجیئے۔ with regard to FATA.۔ جی۔

سینیٹر اے رحمن ملک: شکریہ چیئرمین! فاٹا کے سیکیورٹی کے جو حالات تھے۔ ہمارے تین دفتروں پر حملہ ہوا تھا اور کچھ دفاتر ہمیں بند کرنے پڑے تھے وہ اب ہم نے کھول دیئے ہیں and normally temporarily employees جو ہیں وہ کسی دوسری جگہ پر نہیں جاتے۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ یہ جو انہوں نے کہا ہے کہ فاٹا کا کوئی آدمی نہیں ہے تو اس کے لیے میں عرض کروں گا کہ ایک نیا سوال دے دیں میں پوری تفصیل پیش کر دوں گا۔

جناب چیئرمین: عباس خان تھوڑا صبر کر لیں let the Minister complete his answer پھر آپ بات کر لیں۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: فاٹا سے لوگ ہیں اور میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ میں اپنے طور پر کچھ نہیں کہنا چاہتا، میں تھوڑا سا ریکارڈ کو دیکھ لوں اور جتنی مستقل بھرتیاں ہوئی ہیں کیا ان میں فاٹا کا جو کوٹا ہے وہ observe کیا گیا ہے یا نہیں ۔دوسرا جو عارضی ملازمین بھرتی ہوئے ہیں تو ان میں فاٹا کے کتنے لوگ ہیں تو یہ ساری تفصیل دینے کے لیے ایک نیا سوال ڈال دیں تو میں ان کو اگلے اجلاس میں یہ ساری تفصیل پیش کردوں گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ حاجی عدیل صاحب۔ جی عباس خان۔

سینیٹر عباس خان: فاٹا کے جو حالات ہیں وہ تو ہیں مگر جو ہمارا حق ہے وہ تو دیا جائے۔ جب حق نہیں دیا جاتا تو اس وجہ سے اس کے یہ حالات ہوئے ہیں کیونکہ پچھلے پینسٹھ سال سے اس کا حق نہیں دیا جا رہا۔ رہی بات یہ کہ check کر کے جواب دیں گے تو اس کا مطلب ہے کہ ان کی وزارت نے غلط جواب دیا ہے تو یہ اس کی انکوائری کرائیں اور جو ملوث ہو اس کو suspend کرنا چاہیے۔رہی وہاں کے حالات کی بات تو وہ نوکریاں پاکستان میں ہیں اور نوکریوں میں ہمارا کوٹا ہے اس پر عمل نہیں کیا جا رہا۔ میں یہ سوال کرتا ہوں کہ فاٹا ایک ایسا علاقہ ہے جو ساری دنیا کے لیے آج terror کی علامت بنا ہوا ہے لیکن اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ ہمارے جو حقوق ہیں وہ نہیں ملتے وہاں کچھ بھی نہیں ہے صرف حقوق کی جنگ ہے ان کے حقوق کو سلب کیا جاتا ہے وہ حقوق ہمیں ملتے نہیں ہیں۔میری ان سے درخواست ہے کہ آپ یہ ruling دیں کہ ان کا جو کوٹا ہے ان کو دیا جائے۔میری یہ التجا ہے۔

جناب چیئرمین: جی ٹھیک ہے۔ جی ملک صاحب۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: بے شک یہ ان کا حق ہے لیکن ایک چیز جو فاضل ممبر نے کہی ہے میں بالکل ان کے ساتھ ہوں کہ جو فہرست بنی ہے اس میں فاٹا کا نام ہونا چاہیے تھا next time I will ensure جب بھی کوئی جواب آتا ہے اس میں فاٹا کا نام لکھا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! میں محترم وزیر صاحب سے یہ سوال پوچھتا ہوں کہ فاٹا کے اگر حالات خراب ہیں تو فاٹا دفاتر جس طرح ہمارے پولیٹیکل ایجنٹ کے دفاتر پشاور میں ہیں اور نزدیکی شہروں میں دفاتر کھل سکتے ہیں جس میں فاٹا کے لوگ کام

کریں اور فاٹا کے لوگوں کو یہ سہولت ملے۔ جب تک آپ فاٹا میں کام نہیں کرسکتے تو پشاور میں ان کے کیمپ بنا دیں یعین چارسدہ، مردان، پشاور ان شہروں میں ان کے کیمپ بنا دیں تو سارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔دوسرا یہ ہے کہ آپ نے اسلام آباد کو Provincial Headquarter کیسے declare کیا ہے کیا اسلام آباد صوبائی علاقہ ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ حاجی صاحب۔ جی ملک صاحب۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: یہ اچھی تجویز ہے اس پر پہلے بھی ہم نے کام کیا ہے، بنوں اور کوہاٹ میں جو دفاتر کام کر رہے ہیں جو کہ وہاں کی ضرورت کو پورا کر رہے ہیں اب حالات کافی بہتر ہوگئے ہیں۔ جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ اس subject کو specially I will look into it. اور جو کوئی کمی رہتی ہے تو میں ہمارے جو فاٹا کے سینیٹرز ہیں ان سے مل کر اس کا ایک اچھا حل نکال لوں گا اور ان کے جو خدشات ہیں وہ بھی ختم ہو جائیں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی صالح شاہ صاحب۔

آگے جاری--------------T03

T03–20Jan2012 ER5/Rafaqat/Ed:A.Rauf 10:50 pm

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ: شکریہ جناب چیئرمین۔ میرے خیال میں منسٹر صاحب نے اب تک فاٹا کی کسی ایجنسی کا دورہ نہیں کیا اور نہ ہی کوئی ایجنسی دیکھی ہے۔ نادرا کے بارے میں وہ فرما رہے ہیں کہ وہاں حالات کچھ ایسے ہیں، میں کہتا ہوں کہ تمام سرکاری اداروں کے دفاتر ادھر موجود ہیں تو نادرا کے بھی اسی طرح ہونے چاہییں۔ ساتھ ہی ایک اور گزارش ہے کہ ہمارے جنوبی وزیرستان کے تقریباً ساڑھے چار ہزار سے لے کر پانچ ہزار شناختی کارڈ block ہوگئے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ سراسر ظلم ہے۔ پچھلے دور کے پولیٹیکل ایجنٹ اور نادرا کے درمیان کچھ کشمکش تھی، انہوں نے لوگوں سے ایک ہزار روپے جمع کیے اور ادھر کم پیسے آئے ہیں۔ اس طرح ساڑھے چار سے لے کر پانچ ہزار شناختی کارڈ block ہو چکے ہیں۔ جناب منسٹر صاحب کی خدمت میں یہ گزارش ہے کہ ان پانچ ہزار شناختی کارڈوں کے معاملے پر غور کریں اور ان کے لیے کوئی طریقہ کار نکالیں۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک (وفاقی وزیرِ داخلہ): یہ پہلی مرتبہ point out ہوا ہے۔ I will have an investigation done into it. کوئی بھی genuine case اگر رکا ہو جو کہ نہیں ہونا چاہیے تھا تو that will be in fact unblocked. میں اس ایوان کے floor پر پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ بہت سے شناختی کارڈ افغانیوں نے لیے، نوے ہزار ان کی تعداد ہے، وہ جب scrutiny میں آتے ہیں تو automatically block ہوتے ہیں۔ میں دیکھ لیتا ہوں کہ کہیں یہ شناختی کارڈ Afghan national کی category میں تو نہیں ہیں، کہیں کوئی procedural mistake تو نہیں یا کسی اور غلطی کی وجہ سے ہوا ہے، تو انشاء اللہ، اس کو میں rectify کردوں گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اگلا سوال نجمہ حمید صاحبہ۔ چٹھہ صاحب ان کے behalf پر پیش کریں۔

Question No.58

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال آپ کا؟

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: اس میں گزارش یہ ہے کہ PIA پہلے ہی بہت خسارے میں جا رہی ہے لیکن ساتھ ساتھ ریلوے کا بھٹہ بیٹھ جانے کی وجہ سے بھی اس کی بہت importance ہو گئی ہے۔ لوگوں کو مجبوراً PIA پر جانا پڑتا ہے۔ گو کہ آج کل لوگ وہاں سورتیں اور ورد پڑھ کر چڑھتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ PIA پر جانا غریب آدمی کے لیے مجبوری ہو گئی ہے۔ اسی مہینے ہی سول ایوی ایشن اتھارٹی نے economy class پر -/1250 روپے اور بزنس کلاس پر -/2250 روپے ہر مسافر سے لینے شروع کر دیے ہیں۔ موجودہ حالات اور غربت و بے روزگاری کے دور میں یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ بلاوجہ اور بلاجواز ایک ٹیکس لگا دیا گیا ہے۔ یہ ٹیکس واپس لینے کی کوئی تجویز ہے یا نہیں اور غریبوں کی سہولت کو مدِ نظر رکھنے کے بارے میں کچھ سوچ رہے ہیں یا نہیں؟

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی منسٹر صاحب۔

Ch. Ahmed Mukthar (Minister for Defence): Thank you very much sir. Very recently we have increased the prices and this increase, primarily, is due to the reason that the petroleum prices have gone up. In the last six months, we have not increased the prices. We were always thinking that we should rather wait than to pass it on to the passengers. After waiting for about eight months, we decided that we could not bear such heavy losses and that is the reason why we increased the prices. As soon as the oil prices start

moving downward, we will definitely look into it and bring down the price of our tickets also.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ قاری عبداللہ صاحب۔

سینیٹر قاری محمد عبداللہ: شکریہ جناب چیئرمین۔ ہمارے ضلع بنوں میں تین سال تک مسلسل ہفتہ میں دو پروازیں ہوتی تھیں لیکن اب کافی عرصے وہ جہاز بند ہو گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خلیجی ممالک میں جتنے مسافر بنوں اور وزیرستان کے ہوتے ہیں، اتنے کسی اور علاقے کے نہیں ہوتے۔ یہ ایئر پورٹ بہت کامیاب تھا۔ میرا سوال وزیرِ محترم سے یہ ہے کہ جہاز کیوں بند ہے۔

دوسری بات میں پوچھنا چاہوں گا کہ ہر اتوار کو بلاناغہ صبح سے شام تک کرفیو لگایا جاتا ہے، کیا اسے ختم کرنے کی کوئی تجویز ہے؟ یہ بھی بتایا جائے کہ یہ کرفیو کیوں لگایا گیا ہے؟ اسی میران شاہ روڈ پر کئی دیوانوں اور پاگلوں کو گولی سے اڑا دیا گیا ہے۔ بچے یتیم ہو گئے اور بے چارے معصوم لوگ مرتے ہیں، ان کو پتا نہیں چلتا۔ جو بھی راستے میں آتا ہے، اسے مار دیا جاتا ہے۔ بس یہی تجویز ہے کہ

ظلم جب ہو تو ہم پر، کرم جب ہو تو غیروں پر
تمہی انصاف سے کہنا یہ کیسی عدالت ہے

جناب چیئرمین: شکریہ قاری صاحب۔ جی عباس صاحب۔

سینیٹر عباس خان: جناب! پی آئی اے بہت برے حالات کا شکار ہے، ایسے میں بہت سے محکموں کو subsidy پر، رعایتی نرخوں پر ٹکٹیں issue ہوتی ہیں۔ اس وقت پی آئی اے کے حالات ویسے ہی خراب ہیں اور جس جس محکمے کو ٹکٹیں دی جاتی ہیں، ایک تو first class میں سفر اور وہ بھی رعایتی نرخوں پر، میں مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ ساری رعایت ختم کردی جائے۔ سب کے لیے ایک ہی rate رکھا جائے۔ کسی بھی ادارے کو رعایت پر ٹکٹ نہ دیا جائے۔ میرا سوال یہ ہے کہ رعایتی ٹکٹ کا یہ system ختم کیا جائے۔

Mr. Chairman: It is more of a suggestion than a question.

Chaudhry Ahmed Mukhtar: Yes sir, it is more of a suggestion. We can ensure the honourable Member that we are not giving concessional tickets. Only the Managing Director is allowed to give one or two tickets keeping in view the business they are getting

from a certain company, they may give them a ticket free but otherwise, it is not a routine.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ خالد محمود صاحب۔ میں اپنے Members کو یہ بات بتادوں، میرے پاس یہ سکرین ہے۔ جب آپ لوگ اپنا green button دباتے ہیں تو آپ کے نام میرے پاس آجاتے ہیں۔ میں ترتیب کے مطابق آپ کا نام پکارتا ہوں تا کہ آپ اپنا question کر سکیں۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: یہاں PIA کا خسارہ جو دیا گیا ہے، آپ کے اور سب کے سامنے ہے، بہت زیادہ خسارہ ہے جبکہ PIA کے کسی جہاز میں سیٹ نہیں ملتی۔ سارے جہاز full ہیں۔ مثال کے طور پر اگر آپ ہمیں سکھر سے کوئٹہ یا ملتان کی flight دیں، کیونکہ سکھر سے کہیں کی فلائٹ نہیں ہے، تو وہ بھی ساری بھر جائیں گی، اس کے باوجود خسارہ کیوں ہے؟ اسباب کیا ہیں؟ جب جہاز سارے بھرے ہوئے ہیں تو پھر خسارے کے اسباب کیا ہیں، کیا وزیر صاحب کچھ بتانا پسند کریں گے؟

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

Chaudhry Ahmed Mukhtar: Sir, it is a very good question. I have been trying to tell the people what the reasons for the losses are. Basically, there are two reasons for the losses. One reason, the fleet of aircraft which we run has an average life of 24 years. The older the aircraft gets, the more fuel it consumes. The older the aircraft gets, the more maintenance it requires. In case of 737 which are 27 years old, we use about 15% more spare−parts in that aircraft to maintain it.

چونکہ وہ اتنے پرانے ہو چکے ہیں کہ اگر ایک part کو چھیڑتے ہیں تو ساتھ میں دوسرے بھی متاثر ہوتے ہیں۔ اسی طرح fuel cost کا معاملہ ہے۔ اگر petrol prices ساٹھ ڈالر پر آئیں تو aircraft 747 profitable ہو گا۔ Short of that جتنا مرضی آپ اس کو fill up کر لیں، وہ profitable نہیں ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ! نئے جہاز lease کر رہے ہیں and in a couple of months, we will be in a better position to finish our losses to some extent.

جناب چیئرمین: الیاس بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ ایک تو انہوں نے 747 کی بات کی ہے، 747 تو obsolete ہو چکے ہیں۔ They are not allowed to go to any country of the European Union. خدانخواستہ اگر کوئی طیارہ کسی دن گرا تو سارے کے سارے چار پانچ سو آدمی مریں گے۔ ان جہازوں کو ground کیا جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جو air buses and 777 ground ہوئے ہیں، وہ کب ٹھیک ہو کر fleet میں آئیں گے؟

Chaudhry Ahmed Mukhtar: As far as the 747 are concerned, I agree. We are planning to bring in 777 as substitute to 747,

تو وہ angle تو ہم cover کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جہاں تک 777 کے ground ہونے کی بات ہے، ایک آدھا اگر for maintenance دو چار دن کے لیے ground ہوا ہے تو .that is a routine work عام طور پر ہمارے جہازوں کی maintenance اچھی ہو گئی ہے۔ There was a shake up period when the European Union had asked us that they are going to check all our aircrafts. ہم نے ہر جہاز کا ایک ایک screw tight کیا ہے، جہاں پر washer نہیں تھی washer ڈالی ہے اور اس کی proper maintenance کی ہے تو انشاء اللہ اب جہازوں کی تعداد reduce ہوئی ہے۔ Previously, 7 out of 39 were under maintenance and now 3 out of 39 are under maintenance. انشاء اللہ، کوشش کی جارہی ہے کہ maintenance کو بھی بہتر کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! یہ ابھی loss کی figure ہم نے دیکھی ہے، منسٹر صاحب کو یاد ہوگا کہ اپریل 2008 میں PIA management promised کہ وہ دو scenarios بنا کر لائیں گے۔---------

(جاری-------T04)

T4-20-1-2012 ER/4/Bhatti/ED: Mohsin Zaidi 11:00 A.M.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب والا! وزیر صاحب کو یاد ہو گا کہ اپریل 2008 میں PIA management promised کہ وہ two scenario بنا کر لائے گی کہ کتنے وقت میں یہ ادارہ break even پر آجائے گا اور loss بند ہو جائے گا۔ آج چار سال ہو چکے ہیں

اور اس کا پتا نہیں چلا کہ کیا ہوا؟ وزیر صاحب! اس میٹنگ میں موجود تھے، میں بھی تھا، وزیراعظم صاحب بھی موجود تھے۔ یہ ہمیں بتائیں گے کہ وہ دو ہفتوں والا کام چار سال گزرنے کے بعد بھی کیوں نہ ہو سکا؟

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

چوہدری احمد مختار (وزیر برائے دفاع): جناب چیئرمین! جہاں تک دو ہفتوں والا کام چار سال میں نہیں ہوا، یہ درست فرماتے ہیں۔ میں نے جیسے کہا کہ profitability of the aircraft is mainly depended on two things, the number of spare parts used and the petroleum cost.

جناب چیئرمین: چلیں ٹھیک ہے، اب اگلے سوال کی طرف آجاتے ہیں کیونکہ اس پر کافی سوالات ہوگئے ہیں۔ بیگم نجمہ حمید صاحبہ! وہ موجود نہیں ہیں، ان کے behalf پر چٹھہ صاحب! آپ سوال کریں گے؟

Q. No. 59

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: جناب چیئرمین! اس سوال میں پوچھا گیا ہے کہ پاکستان ریلویز میں انجنوں اور بوگیوں کی تعداد کتنی ہے اور ان میں چالو حالت میں کتنے ہیں؟ جناب والا! انگریز جب یہاں سے گیا تو وہ سب سے اچھا نظام نہروں اور ریلوے کا چھوڑ کر گیا تھا۔ شاید اب یہ دونوں نظام اپنی مدت پوری کر چکے ہیں بلکہ ریلوے تو تقریباً ختم ہو چکی ہے۔ اس میں ایک پالیسی ہونی چاہیے تھی کہ جس پسماندہ علاقے میں سڑکوں کی زیادہ سہولت نہیں ہے، وہاں کی برانچ لائن ریلوے بند نہ کی جاتی۔ اسی طرح کا ایک section لاہور سے جڑانوالہ اور شور کوٹ ہے۔ یہ بہت پسماندہ علاقے ہیں اور ان میں سڑکوں کی بہت کم سہولت دستیاب ہے۔ روزانہ تین چار گاڑیاں آتی جاتی تھیں، اب صرف ایک گاڑی جاتی اور آتی ہے اور اس کے ساتھ بھی سب سے کمزور انجن لگا دیتے ہیں چنانچہ وہ کبھی منزل مقصود پر نہیں پہنچ پاتی۔ ان لوگوں کی ضرورت اور سہولت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کیا ریلوے انتظامیہ یہ کر سکتی ہے کہ اس section پر کم از کم دو گاڑیاں جائیں اور دو گاڑیاں دہاں سے آئیں کیونکہ وہاں کے لوگ بہت زیادہ تکلیف میں مبتلا ہیں اور ریلوے انتظامیہ کو ان لوگوں کی تکالیف کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ان پسماندہ علاقوں کو خصوصی رعایت دینی چاہیے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی وزیرِ ریلوے۔

حاجی غلام احمد بلور (وزیر برائے ریلوے): جناب چیئرمین! اصل میں گاڑیاں تو بہت سی بند ہوئی ہیں۔ جب میں نے take over کیا تو ہمارے پاس تقریباً 280 locomotives تھے، آج ہمارے پاس 147 ہیں اور ان میں بھی جو چل رہے ہیں ان کی تعداد 112 ہے جبکہ باقی shunting کے لیے رکھے ہیں۔ ایک تو locomotives نہ ہونے کی وجہ سے بہت سی گاڑیاں بند ہوئی ہیں۔ اگر locomotives کا کوئی بندوبست ہو جائے تو پھر انشاء اللہ گاڑیاں دوبارہ چلادی جائیں گی۔

جناب چیئرمین: ہارون صاحب۔

سینیٹر ہارون خان: شکریہ جناب چیئرمین۔ ہم معزز وزیر صاحب کو appreciate کرتے ہیں کہ وہ بات سچی کرتے ہیں اور جو بھی کہتے ہیں دھڑلے سے کہتے ہیں مگر مسئلہ یہ ہے کہ آپ دیکھیں کہ locomotive, which is a life line of railways, اس وقت 30% working condition میں ہیں باقی 70% نہیں ہیں اور یہ situation کافی عرصے سے linger on کر رہی ہے۔ یہی حالت coaches and wagons کی ہے۔ انہوں نے یہ statistics تو دے دیئے ہیں مگر briefly بتا سکتے ہیں کہ یہ کیا کر رہے ہیں؟ ہم اس turmoil سے باہر کب نکلیں گے؟ ان کا کیا plan ہے؟ کتنا عرصہ لگے گا؟ پیسے نہیں ہیں، spare parts نہیں ہیں، یہ کیا کر رہے ہیں؟

جناب چیئرمین: جی وزیرِ ریلوے۔

حاجی غلام احمد بلور: جناب والا! سارا مسئلہ پیسے کا ہے۔ دسمبر 2010 میں کابینہ نے 11.1 billion approve کیا لیکن وہ پیسے نہیں مل سکے، اگر وہ پیسے جنوری فروری میں بھی مل جاتے تو آج یہ مسائل بالکل نہ ہوتے اور ہم 100 locomotives rehabilitate کر کے لے آتے۔ جناب والا! کچھ باتیں کرنے کی اور کچھ نہیں کرنے کی ہوتی ہیں، اس وقت انڈیا کے پاس 8300 locomotives online ہیں اور میرے پاس صرف 112 ہیں، آپ اندازہ لگائیں کہ میں کیا changes لاؤں گا۔ بد قسمتی سے پیسوں کی کمی ہے۔ ایک locomotive میں بارہ ہزار پرزے ہوتے ہیں، ان میں سے بعض پرزے باہر سے منگوانے پڑتے ہیں اور اس پر تین چار مہینے لگ جاتے ہیں۔ سارا مسئلہ پیسوں کا ہے، ابھی وزارتِ خزانہ والوں نے ہمیں 6.1 billion banks سے لے کر دیے ہیں۔ ہمارا جو bail out

cabinet package نے منظور کیا وہ رک گیا، یہ پیسے بنکوں سے لے کر دیے گئے ہیں۔ اب انشاءاللہ پانچ چھ مہینے لگیں گے اور ان پیسوں سے locomotives تیار ہوں گے تو پھر پانچ چھ مہینوں تک کوئی بہتری آئے گی۔ ہم نے اپنے sources سے کوئی تیس کے قریب locomotives ٹھیک کر کے نکالے ہیں، جس کی وجہ سے کچھ بہتری آئی ہے۔ پچھلے ایک مہینے سے freight بالکل بند تھا، اب freight کے لیے ایک دو گاڑیاں چلنا شروع ہوئی ہیں۔ ہمارے پاس روزانہ 230 گاڑیوں کا سامان ہوتا ہے لیکن locomotives کی کمی ہے۔ پچھلے تین سالوں میں صرف 103 locomotives منگوائے گئے جن میں سے پچاس کے قریب کھڑے ہیں کیونکہ ان کے لیے spare parts کا agreement نہیں ہوا، اگر spare parts ہوتے تو وہ بھی چل جاتے۔ اس طرح بہت سے مسائل ہیں، ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ان مسائل کو کم کر سکیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ڈاکٹر صفدر عباسی صاحب۔

سینیٹر صفدر علی عباسی: جناب والا! شاید میں سوال repeat کر رہا ہوں لیکن اس وقت صورت حال یہ ہے کہ اگر آپ main line کو چھوڑ دیں تو جو branch lines یا چھوٹی لائنیں مثلاً! کوٹری حبیب کوٹ اتنا بڑا section ہے جس میں لاڑکانہ دادو یہ سارا علاقہ آتا ہے، وہاں پر tracks virtually بالکل خالی پڑے ہیں اور ان پر بھینسیں گھوم رہی ہوتی ہیں۔ جناب بلور صاحب ہمارے لیے انتہائی قابل احترام ہیں اور وہ بہت senior parliamentarian ہیں، میں صرف یہ پوچھنا چاہوں گا کہ 494 میں سے 146 locomotives چل رہے ہیں باقی locomotives کا آپ کیا کر رہے ہیں؟ کیا حکومت ان پر پیسے خرچ کرے کیونکہ ریلوے خسارے میں جارہی ہے، یہ کس طرح turn around کریں گے؟ پاکستان میں اس وقت یہ بہت بڑا مسئلہ ہے اور ہر آدمی اس بات پر چیخ رہا ہے کہ ریلوے ختم ہو رہی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ جو 231 locomotives ineffective پڑے ہیں، ان کو کب ٹھیک کیا جائے گا یا حکومت کا نئے locomotives کا کوئی پروگرام ہے تو بتائیں؟ اس وقت ریلوے کی حالت بہت خراب ہے۔ حکومت پر اس کی وجہ سے بہت criticism ہے۔ اس کے لیے دو چیزیں ہو سکتی ہیں یا تو انہیں replace کیا جائے یا ان کو ٹھیک کیا جائے، اس میں کچھ تو ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

حاجی غلام احمد بلور: جناب چیئرمین! ہم انہیں repair کرنے میں لگے ہوئے ہیں لیکن مسئلہ وہی پیسوں کا ہے، اگر پیسے ملتے ہیں تو باہر سے spare parts منگوائیں گے اور انہیں ٹھیک کریں گے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں انشاءاللہ اس سال کے آخر تک ہم تقریباً 100 locomotives تیار کر لیں گے لیکن وہ بہت پرانے ہیں، وہ پچیس تیس سال پرانے ہیں اور انہیں ہم چلا رہے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے کہا کہ ہمیں نئے locomotives کی ضرورت ہے۔ ہم نے locomotives کے لیے ٹینڈر کا بھی بندوبست کیا ہے لیکن جب locomotives آئیں گے تو اس وقت ہماری حکومت نہیں ہو گی بلکہ کوئی اور حکومت ہو گی۔

جناب چیئرمین: جی سومرو صاحب! کوئی نیا سوال کرنا ہے تو کر لیں repeat کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس پر کافی سوالات ہو چکے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: جناب چیئرمین! ہم یہ سنتے تھے کہ ریلوے منافع دینے والا ادارہ تھا لیکن ان دو چار سالوں میں وہ بالکل تبدیل ہو گیا ہے۔ آخر اس کے کیا اسباب ہیں؟ پہلے بھی تو یہی coaches چلتی تھیں، یہی انجن چلتے تھے، ان دو چار سالوں میں ان انجنوں پر کون سا سونامی آ گیا کہ یہ صورت حال ہو گئی ہے؟ اس کے بنیادی اسباب کیا ہیں؟

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب! آپ نے پہلے explain کیا تھا اب دوبارہ کر دیں۔

حاجی غلام احمد بلور: جناب والا! میں پھر وہی بات کروں گا کہ سب کچھ ٹھیک ہے لیکن locomotives نہیں ہیں۔ جب تک locomotive نہیں ہو گا تو میں گاڑی کو نہیں کھینچ سکتا۔ Locomotives کی کمی کی وجہ سے ساری problem ہے۔ ڈیڑھ سال پہلے قومی اسمبلی کے بجٹ اجلاس میں تقریباً 63 cut motions Railways پر تھے۔ میں نے آخر میں جب ان کا جواب دیا تو میں نے کہا تھا کہ مجھے 400 locomotives دے دیں اگر پھر deficit ہوا تو میرے گلے میں رسی ڈال کر مجھے بازاروں میں کھینچیے گا۔

جناب چیئرمین: سیمیں صدیقی صاحبہ! آپ آخری سوال کر لیں۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: جناب چیئرمین! میں معزز وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ سوال کے جواب کی جز 'ب' میں بتایا گیا ہے کہ out of 494 locomotives, 57 locomotives are temporarily deleted. میں they have been deleted کی وضاحت چاہوں گی کہ اس کا کیا مطلب ہے؟

جناب چیئرمین: جی وزیر ریلوے۔

حاجی غلام احمد بلور: جناب چیئرمین! کچھ locomotives ختم ہو چکے ہیں، کچھ بہت پرانے ہیں۔ اگر آپ کے پاس بیس سال پرانی گاڑی ہو گی تو میرے خیال میں آپ اس میں اسلام آباد سے کراچی تو نہیں جاسکتیں۔ چالیس پچاس سال پرانے locomotives ہیں، 1970 اور اس سے پہلے locomotives آئے تھے۔ میں ادب سے کہنا چاہتا ہوں کہ جب ہم نے پاکستان کو توڑا، اس وقت ہمارے پاس 1000 locomotives تھے لیکن آہستہ آہستہ وہ بھی ختم ہوتے جارہے ہیں۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: جناب چیئرمین! اس کا مطلب ہے کہ یہ junk میں turn ہو چکے ہیں۔ اگر یہ junk میں ہیں تو انہیں اس میں add کیوں کیا گیا ہے؟

حاجی غلام احمد بلور: وہ ابھی زندہ کھڑے ہیں، جب وہ ناکارہ ہوگئے تو پھر وہ اس list میں نہیں آئیں گے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال نمبر 60, حافظ رشید حافظ صاحب۔

(جاری-----T5)

T05−20Jan2012 Ashraf/Ed.Zafar Er.3 01110

جناب چیئرمین: حافظ رشید صاحب question number پڑھئے۔

Senator Hafiz Rashid Ahmed: Question No.60.

Q.No.60.

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Hafiz Rashid Ahmed: No Sir.

Mr. Chairman: No supplementary. Next question, Hafiz Rashid Sahib, please read the Question number.

Senator Hafiz Rashid Ahmed: Question No.61.

(Q.No.61)

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر حافظ رشید احمد: نہیں جناب کوئی نہیں۔

Mr. Chairman: Next Question Hafiz Sahib.

آپ کا ہی ہے۔ Question number پڑھ لیں۔

Senator Hafiz Rashid Ahmed: Question No.62.

(Q.No.62)

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر حافظ رشید احمد: جی ہے sir.

جناب چیئرمین: جی، جی فرمائیں۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب چیئرمین! یہاں میں نے ایک چیز پوچھی کہ جن افراد کو جرمانہ کیا گیا ہے ان کے نام اور پتے کیا ہیں۔ انہوں نے کیا جرائم کیے ہیں؟ مہمند ایجنسی میرا علاقہ ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ ہم نے جرمانے کے طور پر کوئی رقم وصول نہیں کی۔ کم از کم تین پارٹیوں کا تو مجھے معلوم ہے کہ جن سے جرمانے پچھلے تین چار مہینوں میں وصول کئے گئے ہیں۔ ایسا جواب زیادتی ہے اور غلط بیانی ہے۔ اس کے متعلق وزیر صاحب کیا فرمائیں گے؟

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

انجینئر شوکت اللہ: شکریہ جناب۔ آج صبح بھی میں نے اسی حوالے سے مہمند ایجنسی کے پی اے سے بات کی اور انہوں نے in written بھیجا ہے کہ ہم نے پچھلے تین سالوں میں کوئی جرمانہ وصول نہیں کیا۔ جس طرح سینیٹر صاحب نے کہا ہے ضرور کوئی نہ کوئی اس طرح ہوتے ہیں۔ انہوں نے خود کہا ہے کہ دو تین cases تو انہیں بھی معلوم ہیں۔ سینیٹر صاحب سے ہم وہ cases لے کر ان سے discuss کریں گے کہ آپ نے سینیٹ کو کیسے misguide کیا۔

Mr. Chairman: Thank you, next question Dr. Ismail Buledi Sahib. Not present, anyone on his behalf? No. Next question Talha Mehmood Sahib. Not present. Next question also of Talha Mehmood Sahib.

اس کا reply نہیں آیا، اس کو next rota day پر ڈال دیتے ہیں۔ جی next question 66. اس کا بھی جواب نہیں آیا and we
keep it for the next rota day. جی کرنل مشہدی صاحب Question number پڑھ لیں۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Question No.67.

(Q No.67)

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Yes, please sir.

Mr. Chairman: Yes, please.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, the honourable Minister has placed the details of the visits abroad.

میں honourable Minister Sahiba سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں ایک سو سات foreign trips PTV officials نے کیے۔
کروڑوں پاکستانی روپیہ خرچ ہوا ہے and almost hundreds of thousands of US dollars خرچ ہوئے ہیں۔
Honourable Minister مجھے یہ بتا دیں for the benefit of the people of Pakistan کہ پی ٹی وی میں کیا
improvement ہوئی ہے because of these trips. اتنا پیسا خرچ کر کے کیا صرف سیر سپاٹا ہوا ہے یا پی ٹی وی نے کچھ
practically improve بھی کیا ہے to make PTV at par with the other channels. ہر پرائیویٹ چینل اس کو
overtake کر گیا ہے۔ عوام اب پرائیویٹ چینلز کو دیکھ رہے ہیں اور پی ٹی وی کو نہیں دیکھ رہے مگر trip after trip اخراجات ہی
اخراجات یہ کرتے جا رہے ہیں۔ Thank you.

Mr. Chairman: Yes, Minister Sahiba, please.

وزیر صاحبہ کو مائیک دے دیجئے۔

Dr. Firdous Ashiq Awan: Thank you honourable Chairman Sahib.

بڑا important and valid concern ہے میرے honourable member کا لیکن میں انہیں apprise کرنا چاہتی ہوں کہ پی ٹی وی officials or Technical Assistants جنہوں نے abroad travel کیا ہے یہ کسی specific self-oriented initiative پر نہیں گئے۔آپ کے Head of State جن میں President of Pakistan, Prime Minister of Pakistan گئے ہیں۔ انہوں نے جتنے ممالک کے دورے کیے، ان کے ساتھ official cameramen and official Reporter ساتھ گئے ہیں۔ یہ detail میں نے دی ہوئی ہے کہ کس trip کے ساتھ کون گیا اور اس پر کیا cost آئی ہے۔ یہ آپ کی قومی ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ذمہ داری ہے کیونکہ پی ٹی وی آپ کا state institution ہے اور اس state institution نے state heads کے ساتھ interlinked رہنا ہے۔ Private channel سے کیمرا مین اپنی desire پر جا سکتا ہے اس پر کوئی پابندی نہیں ہے لیکن چونکہ ہم جس national interest کو toe کر رہے ہوتے ہیں اس میں نیشنل چینل ہی national leadership کے ساتھ جا سکتا ہے۔ ایک بات تو یہ ہے کہ یہ کہیں پہ بھی self-oriented trips نہیں ہیں بلکہ ان visits کے ساتھ linked ہیں جو ہماری leadership نے کیے ہیں۔

دوسرا ان کا point تھا کہ پی ٹی وی نے اپنی ساکھ کو بحال کرنے کے لیے کیا کیا؟ پرائیویٹ سیکٹر نے اس کی mileage کو engage کر لیا ہے اور وہ lead کر گئے۔ یہ perception ٹھیک نہیں ہے کیونکہ overall coverag میں آج بھی 65% market share پی ٹی وی لے رہا ہے کیونکہ ہمارے ہاں 70% population rural area میں رہتی ہے وہ آج بھی terrestrial network کے ذریعے cable network پر نہیں گئی ہے۔ جو چینل terrestrial network پر ہو گا اس کی access masses تک ہو گی اور masses اس کو دیکھیں گے۔ پی ٹی وی چونکہ آپ کی نظریاتی سرحدوں کا محافظ ہے اور آپ کی national policies کو اس نے highlight کرنا ہے اس لئے وہ breaking news کی دوڑ میں نہیں ہے لیکن حقائق پر مبنی خبریں عوام تک پہنچانا ہماری ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ اس institution کی revival میں بہت زیادہ گنجائش موجود ہے جس پر ہم کام کر رہے ہیں۔ اس کی strengthening کے لیے steps لیے گئے ہیں۔ میں اس ہاؤس کو خوشخبری دینا چاہتی ہوں کہ پی ٹی وی سپورٹس کا اجراء ہوا ہے، جہاں ہمارے national channels چل رہے تھے، regional channels چل رہے تھے، پی ٹی وی گلوبل تھا، پی ٹی وی ہوم اور entertainment channesl تھے وہاں آپ نے سپورٹس اور اپنے کلچر کو دنیا کے سامنے اور زیادہ روشناس کرانے کے لیے پی ٹی وی سپورٹس چینل کا جو اجراء کیا ہے وہ انشاء اللہ مارکیٹ کے اندر اپنی space لے گا۔ اس سے ہمیں اپنی youth کو engage کرنے میں مدد ملے گی اور ultimately جو

وزیر اعظم پاکستان اور صدر پاکستان کی ہدایت پر میں لے رہی ہوں یا لینا چاہتی ہوں اس حوالے سے پیش رفت جاری ہے۔ انشاء اللہ steps جلد ہی آپ کو پی ٹی وی کا ایک نیا face and new perception and new achievements نظر آنی شروع ہو جائیں گی۔

Mr. Chairman: Thank you, Next Question Tahir Hussain Mashhadi Sahib, please read Question number.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Question No.68.

(Q.No.68)

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Yes, please sir. The honourable Interior Minister always gives very general written replies but what he does, always does nothing. He is a very good speaker and of course, he is a master and rhetoric.

جناب چیئرمین: question کیجئے، please question کیجئے۔ Time is running today.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Will the honourable Minister tell me that why precious lives of Pakistanis are being lost, especially when they are trying to cross Greece, Malta and the dead area and what actions he is taking to stop this human trafficking? While in the rest of the world and in the underdeveloped countries why so many deaths are not occurred of their people trying to reach other countries? Why only Pakistanis are either killed or imprisoned? What steps he is really going to take to improve the situation?

Mr. Chairman: Thank you, Minister Sahib please.

Senator A. Rehman Malik (Federal Minister for Interior): Thank you, Mr. Chairman. یہ question جو کیا گیا ہے، human smuggling ایک دن کی بات نہیں بلکہ یہ تقریباً پچھلے تیس سال سے جاری ہے اور اس کی وجہ unemployment in the country ہے۔ ہماری investigation اور جو چیزیں record میں available ہیں ان میں ایک تو یہ ہے کہ ہمارا ایران کے ساتھ بارڈر کافی لمبا ہے کیونکہ سامنے no-man's-land ہے۔ تیس چالیس کلومیٹر دونوں طرف کے علاقے میں

لوگوں کے پاس ایک قسم کی dual nationality ہے، راہداری کے ساتھ جاتے ہیں۔ لوگوں کو راہداری لینے میں آسانی ہوتی ہے اگر وہ وہاں کے رہنے والے ہیں۔ اس بارڈر پر بہت سے human traffickers کام کرتے ہیں۔ ہم نے بہت سے لوگوں کو پکڑا ہے۔ پوری statistical figures already میں نے یہاں پر دی ہوئی ہیں۔ اس میں ہمیں latest یہ پتا چلا ہے کہ یہاں سے لوگ مختلف shrines پر ویزہ لے کر جاتے ہیں، زیارتوں پر جاتے ہیں وہ بھی ترکی چلے جاتے ہیں وہاں سے وہ ترکی چلے جاتے ہیں اور ترکی سے Greece جاتے ہیں۔ ظاہر ہے وہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں ہوتے ہیں اور انہیں پتا ہوتا ہے کہ باہر یورپ میں انہیں نوکری ملے گی۔ ان میں سے کچھ جہازوں کے انجن میں بیٹھ کر، پیچھے چھپ کر چلے جاتے ہیں۔ کچھ کشتیوں میں جاتے ہیں even کچھ لوگ containers میں بند ہو کر جاتے ہیں۔

جاری------

T06-20Jan-2012 Er-11 Time 11.20 Mahboob Khan/Ed.

سینیٹر اے رحمٰن ملک--

کچھ لوگ کشتیوں میں جاتے ہیں، even کچھ لوگ containers میں بند ہو کر جاتے ہیں۔ Basically یہ ان کا ایک individual act ہوتا ہے اپنی نوکری کے لیے یا ان کو ایجنٹوں نے کوئی attraction دی ہوئی ہوتی ہے تو اس کے لیے ہم نے اس وقت یہ steps لیے ہیں کہ جو ایران کا بارڈر ہے اس پر پاکستانی بارڈر فورس اور ایرانی بارڈر فورس بہت vigilant exercise کر رہی ہیں۔ بہت سے لوگ روز deport ہوتے ہیں۔ When I met the Interior Minister of Turkey وہاں بھی ان کو یہ مسئلہ ہے کہ جو لوگ ایران سے نکل کر ترکی کے بارڈر پر پکڑے جاتے ہیں حالانکہ Turkey has been very kind کہ وہ اپنے ہی خرچے پر پکڑے گئے لوگوں کو یہاں بھیجتے ہیں۔ کچھ لوگ ابھی بھی وہاں پڑے ہیں، ہم لے کر آتے ہیں۔ جتنے بھی سمندر میں واقعات ہوتے ہیں، ابھی جیسے recently ملائشیا میں ہوا ہے تو کچھ ملک Pakistani nationals کو visit visa دے دیتے ہیں، وہ visit visa لے کر جاتے ہیں چونکہ اس پر restriction کوئی نہیں ہوتی وہاں ملائشیا پہنچ کر وہاں کے ایجنٹس جو مقامی ہوتے ہیں ان کو لے کر جاتے ہیں۔ اس میں جو قانون ہے اس میں تو ہم نے کافی سختی کی ہے اور اس میں ہم دوسرے ملکوں کے ساتھ بھی coordination کر رہے ہیں۔ کچھ کے ساتھ bilateral ہے، کچھ کے ساتھ trilateral ہے۔ Trilateral relationship ہم نے ایران، ترکی اور پاکستان کی join کی ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان، ترکی، یونان کی بھی ہے۔ European countries are also helping us in this matter. What is important,

action against the human traffickers تو 2009 میں ہم نے جو action لیا اس میں تقریباً 13581 لوگ پکڑے گئے۔ ان میں سے 4472 لوگ convict ہوئے۔ پچھلے سال 2010 میں 11370 لوگ پکڑے گئے اور 3377 لوگوں کے خلاف action ہوا، وہ convict ہوئے Despite the convictions are there, despite the strict orders are there, despite the Immigration Ordinance 1979 with 14 years punishment, people are still taking the risk. We are deploying all doors of administration, legally, administratively and operationally.

اور اس میں بہت حد تک reduction ہوئی ہے۔

Our efforts will continue against this menace and I hope, Insha Allah, in the coming months, we will have a better control on this menace. Thank you very much sir.

جناب چیئرمین: میر لشکری صاحب۔

سینیٹر نوابزادہ میر حاجی لشکری رئیسانی: جناب والا! منسٹر صاحب سے ایک ضمنی سوال ہے کہ جو لوگ بیرون ملک پکڑے جاتے ہیں واپسی پر کیا ان کی psychological, physical, financial rehabilitation کے لیے ان کے پاس کوئی پروگرام ہے؟

سینیٹر اے رحمٰن ملک: جناب والا! یہ بڑا اچھا idea ہے، ظاہر ہے وہ لوگ یہاں سے بھی لٹ کر جاتے ہیں، یہاں سے ایجنٹوں کو پیسے دے کر جاتے ہیں، آگے یہاں کے ایجنٹ نے ایران والے ایجنٹ سے بات کر لی کہ بندہ آرہا ہے اس کو پولیس کا ڈراوا دے کر مزید پیسے لے لو۔ جب وہاں ہوتے ہیں تو پھر بھی دو، چار ہزار ڈالر یہاں سے ان کو منگوانے پڑتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ واقعی وہ لٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لیے ان کے لیے کوئی rehabilitation کی سکیم کی تجویز بہت اچھی ہے کیونکہ یہاں سے بھی لٹ کر گئے، وہاں بھی لوٹے گئے لیکن قانونی طور پر وہ سزا کے مستحق ہیں کیونکہ جو immigration ہوتی ہے خاص طور پر Immigration Act میں یہ ہے کہ illegal immigrant یا اس کو abet کرنے والا، کسی بھی قسم کی مدد کرنے والا، دونوں ہی مجرم ہوتے ہیں۔ اس لیے دونوں کے خلاف action ہوتا ہے۔ تو یہ ایک نئی کلاز ہے، میں Overseas Pakistan Foundation کے ساتھ بات کروں گا کہ rehabilitation کے لیے ان کا کوئی پروگرام ہو، جو لوگ دھوکے میں ورغلا کر لے جائے جاتے ہیں اور وہاں پر وہ نقصان بھی اٹھاتے ہیں، کچھ لوگ مارے جاتے ہیں، کچھ زخمی ہوتے ہیں، کچھ ویسے ہی لٹ کر واپس آتے ہیں، اس کے لیے انشاءاللہ کوئی پروگرام بنائیں گے۔ آپ کا شکریہ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر ثریا امیر الدین۔

سینیٹر ثریا امیر الدین: جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ جو جا رہا ہے اس کو سزا دی جائے، ایجنٹس کو کیوں سزا نہیں دی جاتی جو پیسے لے کر غریبوں کو ملک سے باہر بھیجتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جو abetment کرتے ہیں ان کو بھی سزا ہوتی ہے۔وزیر صاحب ان کو پھر سے بتا دیجیے کہ ایجنٹس کو کیوں سزا نہیں ہوتی۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: جناب ایجنٹس کو سزا ہوتی ہے، میں ان کو پوری تفصیل دے دوں گا لیکن جو بڑے human traffickers known خاص طور پر گجرات سے بہت زیادہ ہیں۔ بہت سے پکڑے گئے ہیں، بہت کو سزائیں ہوئی ہیں۔ میں اس پر نیا سوال لیتے ہوئے جتنی punishments ہوئی ہیں، جو لوگ پکڑے گئے ہیں، ان کے خلاف کیا کیا action ہوا ہے، جو under process ہیں، جن کے خلاف action ہو رہا، وہ پوری تفصیل ان کو دے دوں گا۔

Mr. Chairman: Thank you. Next question, Talha Mahmood. Not present. Next question S.M.Zafar.

Q.No.70.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: جناب والا! FIR بڑی ضروری چیز ہے اور بڑی مقدس سمجھی جاتی ہے جس میں بعد میں کوئی amendment نہیں ہو سکتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ بہت ساری FIRs جو لکھی جاتی ہیں وہ پڑھی نہیں جاسکتیں کیونکہ legible نہیں ہوتیں تو اس کے لیے وزیر صاحب نے computer کا یا کچھ ایسا انتظام کیا ہے کیونکہ اس میں بہت ساری غلطیاں بھی ہوتی ہیں، بڑے کمزور قسم کے لوگ جو میٹرک ہوتے ہیں وہ لکھتے ہیں اور لکھتے ایسے ہیں کہ وہ پڑھا ہی نہ جائے۔اس FIR کے legible ہونے کے لیے اور صاف ستھرا کرنے اور بہتر بنانے کے لیے کوئی انتظام کیا جا رہا ہے تا کہ آئندہ وکالت میں یا کیس کے pursue کرنے میں کوئی تکلیف نہ ہو۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ منسٹر صاحب۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: شکریہ، جناب چیئرمین۔ پاکستان میں FIR لکھنے کا جو سسٹم ہے وہ پاکستان بننے سے پہلے کا شروع ہوا ہے، وہ ہاتھ سے لکھی جاتی تھی۔ ہم نے وزارت داخلہ میں ایک پروجیکٹ in English and Urdu both شروع کیا۔ اس میں ہم نے اردو کا جو software develop کیا ہے وہ بہت اچھا جا رہا ہے۔ اس کو ہم نے in the 23 districts introduce کروایا ہے۔اب

جہاں پولیس سٹیشن ہے اس کے بعد چوکی ہے، اس چوکی کو بھی ہم نے computerize کرنا ہے۔ یہ کام phases میں جاری ہے۔ اسلام آباد میں سارے پولیس سٹیشنوں میں اب English and Urdu دونوں زبانوں میں FIR available ہیں۔ میری standing instructions ہیں کہ کوئی FIR ہاتھ سے نہ لکھی جائے۔ ساری FIRs computerized system میں لکھیں۔ Software آنے کا ہر گز یہ مقصد نہیں ہے کہ جو ہم software لے آئیں گے تو immediately ساری FIRs ہاتھ سے چھوڑ کر computer پر آجائیں گی۔ آپ نے staff بھی train کرنا ہے تو ہم نے ساتھ ساتھ عملے کی training بھی شروع کی ہے تا کہ ایک محرر جو FIR لکھنے کے لیے بیٹھا ہوتا ہے وہ computer literate ہونا چاہیے، اس کو computer جاننا چاہیے۔ اب ہم آہستہ آہستہ اس stage پر آرہے ہیں اور یہ بالکل ان کی genuine observation ہے کہ FIR تو پڑھی نہیں جاتی۔ آپ کو پتا ہے کہ پٹواریوں اور محرر کی لکھائی بڑی مشکل سے پڑھی جاتی ہے ۔ ہم کوشش کررہے ہیں کہ اس کو اردو اور انگریزی میں اس طرح لایا جائے تا کہ اس کی accessibility through computer ہو سکے اور ساتھ پڑھی بھی جاسکے۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ، سیمیں صدیقی صاحبہ۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: جناب والا! میں سمجھتی ہوں کہ سب سے مشکل کام software develop کرنا ہے اور جب یہ application ہمارے پاس آگئی ہے، اسلام آباد میں یہ 2008 میں functional ہو گیا لیکن پاکستان میں اور بہت بڑے شہر ہیں جو thickly populated ہیں، جہاں پر crime rate زیادہ ہے تو 2008 کے بعد یہ سسٹم کسی اور شہر میں functional نہیں ہے۔ میرا معزز وزیر صاحب سے سوال ہے کہ یہ سسٹم آپ دوسرے شہروں تک کیوں نہیں پھیلاتے، آپ کے پاس تو software موجود ہے، actual difficulty تو اس وقت ہوتی ہے جب software develop نہ ہوا ہو تو دوسرے شہروں کو اس سسٹم سے کیوں مستفید نہیں کیا جارہا اور یہ وہاں functional نہیں ہے اور اگر functional نہیں ہے تو کب تک یہ پروگرام دوسرے شہروں تک پھیلایا جائے گا۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: ایسی کوئی بات نہیں، جتنا بھی initiative ہم لے سکتے تھے، ہم نے لیا ہے۔ اس وقت راولپنڈی، لاہور، سرگودھا، سیالکوٹ، ملتان، گوجرانوالہ، فیصل آباد، جہلم، اوکاڑہ، کراچی، حیدرآباد، سکھر، لاڑکانہ، میرپورخاص، مردان، بنوں، مانسہرہ، ایبٹ آباد اور خضدار، ان اضلاع میں already phases میں یہ سسٹم شروع ہو چکا ہے۔ میں یہ عرض کررہا ہوں کہ software ہے لیکن اس کے ساتھ funds بھی ہونے چاہیئں۔ ہمیں computers کو رکھنے سے پہلے لوگوں کو train کرنا ہے اور آپ دیکھیں کہ اتنی بڑی نفری

ہے، اتنے سارے police stations ہیں اور سارے صوبوں کو ہم نے ساتھ لے کر چلنا ہے تو انشا اللہ جس طرح ہم نے یہ project شروع کیا ہے، مختلف phases میں in the coming years Insha Allah FIRs computer پر ہو جائیں گی۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: جناب والا! how many more years اب 2012 آگیا ہے، چار سال ہوگئے ہیں ابھی تک تو یہ سسٹم اسلام آباد تک محدود ہے تو مزید کتنے سال لگیں گے؟

سینیٹر اے رحمٰن ملک: ہمارا یہ جو اگلا planning کا سال آرہا ہے اس کے بجٹ میں ہم اس کے لیے پیسے رکھ رہے ہیں اور صوبوں کو بھی ہم request کر رہے ہیں کہ وہ بھی اس کے لیے فنڈز رکھیں کیونکہ جب تک فنڈز نہیں ہوتے تو اس وقت تک equipment نہیں لیا جا سکتا، جب equipment ہوگا تو اس کی training کی ضرورت ہے اس لیے میں آپ کو exact specific time نہیں دے سکتا کہ کتنے سالوں میں اس کو implement کیا جا سکتا ہے لیکن میں آپ سے یہ commitment کرتا ہوں کہ it will be given high priority.

جناب چیئرمین: فرح عاقل صاحبہ۔

سینیٹر فرح عاقل: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہ رہی تھی کہ ابھی recently ہم نے ایک workshop attend کی تھی جس میں محرر کو بھی بلایا گیا تھا جو وہاں پر موجود ہوتے ہیں۔ جب خاتون کے معاملے میں کوئی harassment کا کیس آتا ہے تو ان کو جب کوئی FIR لکھوانی ہوتی ہے تو وہ محرر صاحب خود بتا رہے تھے کہ ہم لوگ کیوں اتنے insensitive ہوتے ہیں، کیوں ہم اس طرح سے وہ چیز نہیں کر سکتے کیونکہ ہمیں جس طرح کی training دی جاتی ہے، جس ماحول سے ہم اٹھ کر آتے ہیں تو ہم وہ چیز سمجھ ہی نہیں سکتے جس dilemma سے وہ عورت یا victim وہاں سے گزر کر آرہی ہوتی ہے تو میں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ اس کے بارے میں بھی---

Sial/Javaid(Ed.) T07−20Jan2012 ER1 11.30

سینیٹر فرح عاقل: جاری---- جناب! میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ اس کے بارے میں آپ کچھ کر رہے ہیں کہ اس قسم کے جو cases ہوتے ہیں ان کو deal کرنے کے لیے کوئی specially trained خاتون یا مرد جو اس چیز کو سمجھتی یا سمجھتا ہو کہ اس victim کے ساتھ کیا ہوا ہے اور اس کی بات آرام سے سنے اور سمجھے اور پھر باقاعدہ بیٹھ کر بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ لکھ سکے۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: جناب! نیشنل پولیس بیورو میں ایک full–fledged section ہے جو اس پر کام کر رہا ہے۔ جتنے بھی پولیس اسٹیشن ہیں سب کو یہی structure دے رہے ہیں کہ ایک لیڈی آفیسر ضرور ہونی چاہیے بلکہ جو بڑے پولیس اسٹیشن ہیں وہاں پر ایک سیکشن create کیا جا رہا ہے جو کہ ایسی complaints کو attend کر سکیں۔ میری بہن بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں کہ جو remote areas ہیں وہاں پر اس سے بھی زیادہ بڑھ کر مشکلات ہیں، وہ ہمارے بالکل نوٹس میں ہیں اور accordingly we are taking action on that.

جناب چیئرمین: جی زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب! میرا وزیر صاحب سے سوال FIA کے متعلق ہے کہ کچھ عرصہ پہلے ایک سوال میں پوچھا گیا تھا کہ FIA میں کتنی posts خالی ہیں۔

جناب چیئرمین: دیکھیں آپ کوئی relevant question پوچھیں۔ اس طرح تو آپ کا fresh question ہو جائے گا۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب! آپ مجھے ایک سیکنڈ دیں تا کہ میں اپنا سوال complete کر لوں۔ جناب! جو اس وقت posts خالی تھیں اب ان کے خالی ہونے کی وجہ سے کارکردگی پر اثر بھی پڑھ رہا ہے۔ اب یہ خبر بھی آئی ہے کہ وہ posts fill کی جا رہی ہیں۔ کیا وزیر صاحب اس کے متعلق اپنا پروگرام بتا سکتے ہیں ؟

سینیٹر اے رحمٰن ملک: میں زاہد صاحب سے عرض کروں گا کہ ابھی recruitment پر ban لگا ہوا اور FIA میں کوئی recruitment نہیں ہوئی۔ یہ ban کا مسئلہ Cabinet میں بھی اٹھایا گیا تھا and some meeting is to take place between the Prime Minister and the Finance Minister. Once they have done that meeting only then the ban will be lifted اور اس کے بعد recruitment ہو گی۔ میں یہاں assurance دے سکتا ہوں کہ کوئی underhand recruitment نہیں ہو گی۔

We will advertise all the posts and I assure that every recruitment will be made on merit and every person recruited is on merit.

جناب چیئرمین: جی کاظم صاحب۔

سینیٹر محمد کاظم خان: جناب! FIR کی بڑی پرانی اور chronic بیماری ہے۔ اگر یہ جناب کی وساطت سے legally درست ہو جائے تو یہ ایک بڑی achievement ہو گی۔ جناب! اسے 65 سالوں سے ایک stereotype ان پڑھ محرر لکھتا ہے۔ اس بارے میں میری گزارش ہے یہ ہے کہ اس کے لیے کوئی law کا طالب علم یا وکیل وغیرہ appoint کیا جائے جو اسے legally frame کر سکے تا کہ اس کا عدالتوں میں بھی جا کر فائدہ ہو۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: انہوں نے بڑی اچھی بات کی ہے کیوں کہ First Information Report is very important. اسی کے لیے میں نے کہا کہ میں نے اپنا ایک research centre بنایا اس میں اس research کی ہے اور میں ان سے بالکل متفق ہوں کہ جو وہاں محرر بیٹھا ہوتا ہے وہ سات جماعتیں یا آٹھ جماعتیں پاس ہوتا ہے اور stereotype اس کا ذہن ہے۔ ایک اور بڑی بات ہے کہ جو SHOs ہیں یا Local Police Stations ہیں وہ FIR درج کرنے سے بھی کتراتے ہیں کیوں کہ crime rate بڑھ جاتا ہے اور اوپر سے پٹائی ہو جاتی ہے۔ میں نے اسلام آباد میں جو پہلا model بنایا ہے وہ walk in FIR کا ہے، جہاں بھی کوئی جائے FIR has to be registered. So, we are trying to introduce that sort of system in the whole country. جناب! میں ایک clarification دینا چاہتا ہوں اگر سوال ختم ہو جائیں۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال ایس ایم ظفر صاحب۔ Not present. جی چٹھہ صاحب۔

Q.No.71

Mr. Chairman: Any supplementary question?

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: جناب! اس سوال میں پوچھا گیا ہے کہ موجودہ مالی سال کے لیے SUPARCO کے لیے تخصیص شدہ بجٹ مد وار تفصیل کے ساتھ کیا ہے، خلائی ٹیکنالوجی کے میدان میں محکمہ کی اہم کامیابیاں اور استعدادا کیا ہے اور Space Vision 2040 کے تحت مقرر کردہ اہداف کیا ہیں؟

جناب! ان سب چیزوں کے جواب میں لکھا ہے کہ معلومات سینیٹ کی لائبریری میں رکھ دی گئی ہیں۔ میرے خیال میں اگر یہ مناسب سمجھیں تو اس کے salient features یہاں ہاؤس میں بتا دیں۔

Mr. Chairman: Yes Minister Sahib.

Ch. Ahmed Mukhtar: (Minister for Defence): Actually some information is of such kind as we don't want to disclose but we have placed the record in the Senate Library for honourable Member who had put up this question.

اگر پھر بھی معزز ممبر نے ریکارڈ دیکھنا ہے تو پھر we can sit with him and look at it.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اگلا سوال بیگم نجمہ صاحبہ۔

Q.No.72

Mr. Chairman: Any supplementary question?

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: جناب! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہ کونسی ایسی کمپنیاں ہیں جنہوں نے یہ contracts لیے ہوئے ہیں کہ جب بھی کبھی کوئی برا وقت آتا ہے اور ریلوے کے انجن بھی کھڑے ہوتے ہیں لیکن کہا جاتا ہے کہ انھیں ڈیزل نہیں مل رہا، انھیں پیٹرول نہیں مل رہا، انھیں آئل نہیں مل رہا۔ اگر یہ اتنی کمزور کمپنیاں ہیں تو ان کو blacklist کریں اور نئی کمپنیوں کو contracts دے دیں۔

حاجی غلام احمد بلور: جیسے کہ معزز ممبر نے کہا کہ کہ ڈیزل نہ ہونے کی وجہ سے گاڑیاں رک جاتی ہیں اس کی وجہ یہ کہ پاکستان ریلویز کے پاس ایک بلین روپے کا credit ہے جب یہ credit پورا ہوجاتا ہے تو وہ گاڑیاں بند کر دیتے ہیں۔ ابھی گورنمنٹ نے

فیصلہ کیا ہے کہ وہ ہمیں دو بلین کا کریڈٹ دے گی، ابھی تک یہ ہمیں ملا نہیں اور جونہی وہ ہمیں دیں گے تو انشاء اللہ یہ شکایت دور ہو جائے گی۔ ہم نے ویسے بھی عملے کو کہہ دیا ہے کہ اگر تیل نہ ملے تو یہ open market سے خرید کر کام چلاؤ۔

جناب چیئرمین: جی کلثوم صاحبہ، آخری سوال۔

سینیٹر کلثوم پروین: میرا وزیر موصوف سے سوال یہ ہے کہ آپ کریڈٹ پر تیل لیں یا نقد لیں، ادائیگی تو آپ کو ہی کرنی ہوتی ہے۔ کیا آپ اس کا پیسا PSDP میں رکھتے ہیں تا کہ آپ کو بار بار اس قسم کی زحمت نہ اٹھانا پڑے؟

حاجی غلام احمد بلور: جناب! اس کی وجہ تو یہی ہے کہ پیسوں کی کمی ہے۔ اگر پیسوں کی کمی نہ ہو تو ایسا کبھی نہ ہو گا۔ ابھی تو مجھے پریشانی ہے کہ ہمارا business بند ہے۔

Mr. Chairman: Thank you very much. The Question Hour is over. The remaining questions and their printed replies placed on the table of the House, shall be taken as read. Now we take the Leave Applications.

جناب چیئرمین: پروفیسر ساجد میر صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 20 جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد عفران صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 19 اور 20 جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جی رضا صاحب۔ حاجی غلام احمد بلور صاحب، وزیر داخلہ اور وزیر دفاع آپ ذرا بیٹھیں کیوں کہ رضا صاحب کوئی point اٹھانا چاہتے ہیں۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I am very thankful.

جناب ! میں دونوں Defence Minister and Interior Minister کی توجہ آپ کے ذریعے سے چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین! آج ایک خبر شائع ہوئی ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ Norway کی ایک وزیر صاحبہ نے اپنی پارلیمنٹ میں statement دیتے ہوئے یہ انکشاف کیا کہ ان کا کوئی E-Department Intelligence ہے اس کے operatives پاکستان کے اندر موجود ہیں اور اسی basis کے اوپر اس Minister کو resign بھی کرنا پڑا کہ انہوں نے یہ disclosure کیا۔ اب جناب ! اس سے چار سوالات جنم لیتے ہیں۔ میں چاہوں گا کہ either of the two Ministers اس کا جواب دے دیں۔

جناب چیئرمین! پہلا سوال یہ اٹھتا ہے، جیسے وزیر صاحبہ نے کہا ہے کہ یہاں پر ان کے operators موجود ہیں۔ آیا یہ لوگ حکومت پاکستان کی اجازت کے ساتھ یہاں پر موجود ہیں یا ویسے ہی ہیں ؟

دوسری بات یہ ہے کہ ان کا یہاں پر ہونے کا مقصد کیا ہے؟

آگے 8 ٹی۔۔۔

T08-20JAN2012 FAZAL\A. RAUF 11:40 UR7

سینیٹر میاں رضا ربانی: پہلا سوال یہ اٹھتا ہے جناب چیئرمین! کہ آیا ناروے کے Intelligence Operators یہاں پر موجود ہیں۔ آیا یہ لوگ حکومت پاکستان کی اجازت کے ساتھ یہاں پر موجود ہیں یا ویسے ہیں ؟

دوسری بات یہ ہے کہ ان کا یہاں پر ہونے کا مقصد کیا ہے؟

تیسرا سوال یہ ہے کہ اگر حکومت کی اجازت ہے تو کیا یہ reciprocal کہ ہمارے لوگ بھی Intelligence service کے ناروے کے اندر موجود ہیں ؟

چوتھا اور آخری سوال یہ ہے کہ کیا اتنے مختلف ممالک کے Intelligence Operators کا پاکستان میں ہونا یہ خود ایک انہونی بات ہے اور کیا اس سے ملک کے اندر جو ابتری کی صورتحال ہے ان مختلف غیر ملکی Intelligence Operators کے ساتھ کوئی عمل دخل ہے کہ نہیں ؟

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: شکریہ، جناب چیئرمین۔ جاسوسی کبھی حکومتوں کی consent سے نہیں ہوتی۔ جاسوسی کا نظام اپنا بنا یا ہوتا ہے اور وہ کرتے رہتے ہیں۔ آپ جاسوسی ناول بھی پڑھتے رہے ہیں۔ حکومت نے خدانخواستہ کسی کو allow کیا ہو۔ جہاں تک تعلق ہے ایسی information کا جہاں پاکستان کی ساحل پر یا پاکستان کے حدود میں آکر جاسوسی کرے تو اس کے لئے IB اور ISI ہے وہ دونوں ادارے under the administrative control of Prime Minister ہیں۔ میں ان کا question لے لوں گا اور Prime Minister Sahib کی وساطت سے میں اس کا جواب لے کر یہاں پر ہاؤس میں پیش کردوں گا لیکن میں یہ عرض کردوں کہ بلوچستان میں کچھ غیر ملکی لوگ پکڑے گئے اور ایک کیس سپریم کورٹ میں بھی چل رہا ہے۔ ہماری investigation report کے مطابق وہ ایک fake Identity Card پر آیا۔ اسی طرح بہت سے لوگ intercept ہوتے رہتے ہیں جن کے پاس اپنا شناختی کارڈ اور پاسپورٹ ہوتا ہے لیکن وہ اپنے آپ وہاں justify نہیں کر سکتے کیونکہ زیادہ تر ان کا گروپ بلوچستان کی طرف تھا تو میں نے پچھلے مہینے DG Khan کے قریب اور بلوچستان میں جہاں جہاں پر ان کی کارروائی ہوتی تھی وہاں پر ایک special squad رکھا ہے کہ کوئی بھی foreigner جائے تو he has to show permission from the Ministry of Interior before entering to that province. ہماری observation تھی کہ وہاں پر لوگ جاتے ہیں اور ہمارا اندازہ ہے کہ کیوں جاتے تھے اس وجہ سے ہم نے اپنی نگاہ وہاں پر بہتر رکھی اور آئندہ بھی رکھیں گے لیکن this Is the question of our national importance میں اس question کو appreciate کرتا ہوں۔ یہ بہت اچھے وکیل بھی ہیں جو ان کے ذہن میں ہیں اگر یہ مجھے writing میں دے دیں تاکہ اس کا میں proper جواب لے کر ہاؤس کو پیش کروں۔

Mr. Chairman: Thank you. Item No. 3, Senator Muhammad Kazim Khan may move Item No. 3.

Senator Muhammad Kazim Khan: I Chairman, Standing Committee on Law, Justice and Parliamentary Affairs, beg to move that under sub−Rule (1) of Rules 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the Bill to provide for setting up and operation of special

economic zones in Pakistan [The Special Economic Zones Bill, 2010], be condoned till today.

Mr. Chairman: It has been moved that under sub−Rule (1) of Rules 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the Bill to provide for setting up and operation of special economic zones in Pakistan [The Special Economic Zones Bill, 2010], be condoned till today.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Motion is carried. Please move Item No. 4, Senator Muhammad Kazim Khan.

Senator Muhammad Kazim Khan: I Chairman, Standing Committee on Law, Justice and Parliamentary Affairs, present the report of the Committee on the Bill to provide for setting up and operation of special economic zones in Pakistan [The Special Economic Zones Bill, 2010].

Mr. Chairman: Senator Nawabzada Mir Haji Lashkari Raisani, please move Item No. 5.

Senator Nawabzada Mir Haji Lashkari Raisani: I Chairman, Standing Committee on Water and Power, present report of the Committee on the Bill to provide for establishment of the Private Power and Infrastructure Board [The Private Power and Infrastructure Board Bill, 2011] the Bill as passed by the National Assembly was referred to the Standing Committee on the suggestion of Senator Prof. Khurshid Ahmed in the sitting of the Senate held on 14th December, 2011, under Rule 111 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, for consideration and report.

Mr. Chairman: The report stands presented. Item No. 6, Moula Baksh Chandio, please move the motion.

Senator Moula Baksh Chandio (Minister for Law, Justice and Parliamentary Affairs): I beg to move that the Bill further to amend the Delimitation of Constituencies Act, 1974 [The Delimitation of Constituencies (Amendment) Bill, 2011], as passed by the National Assembly, under Article 70 (2) of the Constitution, be taken into consideration.

Mr. Chairman: The Delimitation of Constituencies (Amendment) Bill, 2011, was passed by the Senate, on 3rd November, 2011 and transmitted to the National Assembly for passage. The National Assembly has passed the Bill on 4th January, 2012, with amendment in Clause (3) and sent back to the Senate under Article 70 Clause (2) of the Constitution, of the Islamic Republic of Pakistan. Now, the Senate shall examine the aforesaid amendment. Is it opposed?

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, we do not oppose it. In fact this was a Bill which was introduced in the Senate and the Senate had passed that Bill. It was transmitted to the National Assembly. The National Assembly has passed this Bill with certain amendments. Sir, I have gone through those amendments also and اس پر جناب مجھے اعتراض ہے کہ جو سینیٹ کی Standing Committee for Law and Justice نے کئی مرتبہ examine کیا۔ After a lot of deliberation this Bill was..., it was not passed, as it was introduced by the Law Ministry. With certain amendments it was passed from the Standing Committee. اب جو یہ بل واپس آیا ہے۔

جناب چیئرمین: Clause (3) کے اندر amendments ہیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! اس کو اگر examine کیا جائے تو اس پر Bill کا جو spirit ہے اس پر تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن certainly جو National Assembly amendment نے کی ہے I feel that is not a proper amendment but I need this. جناب! میں یہ چاہتا ہوں کہ اس پر ذرا یہ explain کر دیں یہ جو comparative position ہے جو نیشنل اسمبلی نے پاس کیا ہے۔ جو Bill کے ساتھ this is Section 5's amendment بنا کر بھیجی ہے اس سینیٹ نے پاس کیا تھا۔ The Commission may authorize two or more of its members, acting together, to exercise and perform all or any of its powers and functions under this Act. پھر اس کا یہ Clause (2) میں ہے کہ where two or more members are authorized under this sub-section

(a) their decision shall be expressed in terms of opinion of the majority;

جناب چیئرمین: ایک منٹ۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! as it was passed by the Senate میں sub Clause (2) پڑھ رہا ہوں۔ there is "two or more members are authorized under sub Section (1) their decision shall be expressed in terms of opinion of the majority or if they are equally divided, the matter shall be placed before the Commission". Meaning whereby, where there are two members or if there are four members....

جناب چیئرمین: نہیں انہوں نے جو amendments کی ہیں۔ انہوں نے Clause (1) میں دو سے تین کر دیے ہیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: میں اس کی طرف آرہا ہوں۔

جناب چیئرمین: نہیں، پہلے ادھر سے start کریں کیونکہ جو Clause (2) is hinging upon Clause (1). ہے۔ Clause (1) کے اندر انہوں نے three or more کیا ہے جبکہ سینیٹ نے two or more کہا تھا۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! میں عرض کر رہا ہوں کہ میں نے پہلے یہ کیا کہ جو سینیٹ نے پاس کیا ہے وہ پڑھ لوں۔ اب جو نیشنل اسمبلی نے پاس کیا ہے اس میں انہوں نے word two کی جگہ پر three کر دیا ہے۔ اب اس میں sub-

where there is three or more members are authorized under sub-section جو ہے Section (2) Where four ہے۔ proviso آگے جناب! their decision shall be expressed in terms of majority. Where اگر یہ چار ہیں۔ members have been authorized, they are equally divided in their opinion. three members have been authorized and if there is difference of opinion amongst them. اب جناب! گزارش یہ ہے چار یا دو پر equally divided ہو سکتے ہیں تین پر equally division کیسے ہو سکتی ہے۔ اس پر تو پھر majority decision آسکتا ہے۔

(آگے 9 پر جاری ہے)

T09-20JAN2012 FAHEEM/ ED Javaid 11:50 P.M. ER12

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: (جاری----) اس پر تو پھر majority decision آسکتا ہے۔ جناب والا! یہ جو پاس کر کے بھیجا ہے، جہاں پر دو، چار، چھ ہوں پھر تو there could be equal division but when there are three members, how can there be an equal division and their opinion should be referred to the Commission. So, there is a lacuna.

جناب چیئرمین: جی lacuna ہے۔ جی ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب والا! Basically تین کا rationale تو سمجھ آتی ہے اور اسی لیے دو کو تین کیا گیا کہ پانچ کا کمیشن ہے۔ So, if you are delegating powers to two, it does not make sense because at least the majority of the five members should be there. میرے خیال میں وہ تو ایک اچھی improvement ہے اور اس میں difference of opinion کی بات ہو رہی ہے۔

Mr. Chairman: I think the wisdom is that if there is no unanimity then the matter will be sent to the Commission.

Senator Mohammad Ishaq Dar: That means that five members will decide.

اصل میں یہاں پر بھی دو ارکان والا ہی apply کیا گیا ہے۔

Mr. Chairman: Actually, this is against the spirit. The Clause (b) of this proviso is against the spirit of the main Clause. This says, "where three or more members are authorized under sub–Section (1), their decision shall be expressed in term of opinion of the majority."

اس سے وہ proviso انحراف کر رہا ہے۔ ویسے they can work.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: اگر تو چار ہوں یا اگر پانچ ہوں تو پورا کمیشن ہو گیا۔ اگر چار کا ہو گا تو وہ equally divide ہو گا تو پھر وہ کمیشن کے پاس چلا جائے اور تین میں پھر difference of opinion ہوگا، perhaps they expect that three unanimously کریں گے then they should have said so.

جناب چیئرمین: دیکھیں Clause 2 سے ambiguity آرہی ہے۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Yes, sir, this is an ambiguity.

Mr. Chairman: Right now, it is three.

Senator Mohammad Ishaq Dar: When you say that where three members have been authorized and there is a difference of opinion then it automatically means that basically difference of opinion means two versus one, that is difference of opinion, sir. So, اس صورت میں بھی کمیشن کے پاس چلا جائے گا، اس میں بھی rationale بنتا ہے because again the two would have to decide it. اگر two versus one ہیں اور difference of opinion ہو گیا اور اگر اس کو majority کے لیے چھوڑ دیا تو پھر کیا ہوگا۔ اگر تو چار میں سے تین ایک طرف اور ایک دوسری طرف پھر تو ٹھیک ہے لیکن اگر دو اور دو ہو گئے تو پھر کیا ہو گا۔ میں صرف اس کو analyze کر رہا ہوں mathematically.

تیسری صورت یہ ہے کہ کل دو، دو ہو جائیں تو اس صورت میں بھی انہوں نے فیصلہ کرنا ہے لیکن اس میں، انہوں نے ان کو بھی فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں دیا۔ In any scenario, two would not be able to decide. There has to be at least three, only then decision will be taken. کیونکہ اگر چار ہوتے ہیں اور اس میں اگر 2, 2, کی division ہو جاتی ہے تو پھر وہ case Commission کے پاس چلا جائے گا۔ اگر تین ہوتے ہیں اور difference of opinion ہو جاتا ہے تو پھر بھی Commission کے پاس چلا جائے گا اور اگر unanimity ہوتی ہے تو پھر تو difference of opinion ہوتا ہی نہیں اور اس کا فیصلہ ویسے ہی ہو جائے گا۔ So, I think the spirit of National Assembly's Amendment is that that it has to be decided at least by three.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, what do you do with Clause 2.

Mr. Chairman: The spirit of Clause 2 is finished by Clause (b) of the proviso.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I agree with you totally because Clause 2 says, "Where three or more members are authorized under sub-Section (1), their decision shall be expressed in term of opinion of the majority." Now, this means that if there is a difference of opinion in the three that one has a different opinion then the decision of two will prevail but when you come down to (b), it says, "Where three members have been authorized and there is difference of opinion amongst them, the matter shall be placed before the Commission for decision." So, it makes the earlier Clause redundant or this becomes redundant. I think what needs to be done is that "b" needs to be deleted.

Mr. Chairman: "b" is taking away the spirit of Clause (2).

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: اصل میں ان کو categories بنا دینی چاہیے تھیں کہ اگر تین یا تین سے زیادہ ہوں گے لیکن پانچ نہیں ہو سکتے کیونکہ اس طرح تو پھر پورا کمیشن بیٹھ گیا، تو یہ تین یا چار ہی کرتے لیکن انہوں نے اوپر کھ دیا۔---

Mr. Chairman: I think this needs some further introspection.

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب والا! Law pass کرنا ہے اور اگر اس میں ambiguity آئے تو it is not fair.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, there is a big ambiguity and it will create a lot of problems.

Mr. Chairman: What is your view in the present circumstances.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں mover سے بات کر لوں جس نے وہاں پر یہ amendment move کی تھی if I have made him available.

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: اب mover سے بات کرنے کا کیا فائدہ because they have passed it.

Senator Mohammad Ishaq Dar: Actually, I just want to understand the rationale.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, let it be examined by the Committee.

Mr. Chairman: Let us refer it to the Committee then and let them examine it. Now, it is referred to the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs.

بس اب ٹھیک ہو گیا ہے۔ میرے خیال میں آج جمعہ کا دن بھی ہے and I am also not feeling well even.

The House stands adjourned to meet again on Monday, the 23rd January, 2012 at 4:00 P.M.

(The House was then adjourned to meet again on Monday, the 23rd January, 2012 at 4:00 P.M.)